حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

دینی مدارس کی قدر و منزلت

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن وحدیث کی تعلیم کا آغاز ایک ایسے چبوترے سے کیا تھا جس کے اوپر چھت بھی نہیں تھی، مطبخ تو بڑی بات ہے لوگ کھجور کے خوشے ایک جگہ آویزاں کر دیا کرتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حسبِ ضرورت چند کھجوریں کھا کر باقی دوسروں کے لیے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بعض اوقات شدتِ بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہوکر گر جایا کرتے تھے فرماتے ہیں کہ لوگ سمجھا کرتے تھے کہ مرگی کا دورہ پڑ گیا ہے، جس کی وجہ سے لوگ میری گردن پر پاؤں رکھ کر (بطورِ علاج) گزرا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! مرگی نہیں، بلکہ سخت بھوک کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہوا کرتی تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ عظیم قربانیاں دے کر دین ہم تک پہنچایا، یہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طویل صحبت میسر نہیں آئی۔ ۷ رہجری میں غزوہ خیبر کے موقع پر مشرف باسلام ہوئے اور ۹ ہجری میں آفتاب نبوت غروب ہوگیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس مختصر ترین مدت میں بہت زیادہ کسبِ فیض کیا، بلکہ کثرتِ روایت کے اعتبار سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نمایاں نظر آتے ہیں۔ مرویاتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تعداد ۵۳۶۴ ہے، جو سب سے زیادہ ہے۔ آج یہ سادہ سے مدارس جو نظر آرہے ہیں، اگرچہ بے رنگ ہوں، بیٹھنے کے لیے بورے بھی میسر نہ ہوں لیکن اس میں بیٹھ کر علومِ قرآنی وحدیث حاصل کرنے سے حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو ایک نسبت قائم ہوجاتی ہے یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ جس کا حق اور شکر ادا نہیں ہوسکتا۔

دین ہم تک کیسے پہنچا:

دین ہم تک اس طرح پہنچا ہے کہ ہر کسی نے باادب ہوکر زانوئے تلمذ تہہ کر کے ان اساتذہ سے سیکھا جن کی سند رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہے۔ کتاب کا آپ خود مطالعہ کر لیجیے ایک کتاب کسی کامل استاذ سے پڑھ لیجئے جس کا سلسلۂ سند حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہو، دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہوگا، آج کل اسٹیڈی (مطالعہ) کرنے کا رواج اور وبا پھیلی ہوئی ہے، مطالعہ کرنے کا بڑا شوق ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اجتہادات کا ایک بازار گرم ہے۔ یاد رکھیے! اگر علم کا حاصل ہونا صرف مطالعہ کے ذریعے بغیر کسی استاذ کے ممکن ہوتا تو آسمانی کتابوں کے ساتھ کسی رسول کو بھیجنے کی حاجت نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل نہ تھا کہ کسی رات ہر مسلمان کے سرہانے قرآن پاک کا ایک ایک عمدہ نسخہ اور خوبصورت جلد میں مجلد رکھ دیا جاتا اور غیب سے یہ آواز لگا دی جاتی کہ اسے پڑھو اور اس پر عمل کرو! لیکن ایسا نہیں ہوا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ساتھ شارحِ قرآن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور فرمایا: ”یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ“ تا کہ وہ پیغمبر کتاب کی ان کو تعلیم دیں، ایسا تو ہوا ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام تشریف لاتے، مگر کتاب نہیں تھی لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کتاب بغیر صاحبِ کتاب کے نازل ہوئی ہو۔ وجہ یہ ہے کہ کتاب بغیر معلم و مربیّ کے انسان کی ہدایت کے لیے کافی نہیں، اگر انسان

کتاب کا خود مطالعہ کرتا تو جب اسے مطلب سمجھ نہ آتا تو گمراہ ہو جاتا۔

اس کی مثال تو ایسے ہے کہ ایک آدمی علمِ طب پر لکھی ہوئی کتب کا خود مطالعہ کر کے مطب کھول کر بیٹھ جائے تو سوائے اس کے کہ وہ قبرستان آباد کرے، انسانیت کی کوئی خدمت انجام نہیں دے سکتا، کسی ڈاکٹر سے یہ علم حاصل کرنا پڑے گا، اس کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے پڑیں گے، وگرنہ حکومت بھی اس کی اجازت نہیں دے گی، یہی معاملہ دین کا بھی ہے کہ اسے سیکھنے کے لیے کسی کامل مُربی و مُعلّم کے پاس رہنا ہوگا، وگرنہ گمراہی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا، ان مدارس کی قدر پہچانئے، ان کی بدولت اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہے اور دین اپنی اصلی شکل میں محفوظ ہے، اُن ممالک میں جا کر دیکھئے جہاں یہ مدارس ختم کر دیئے گئے، ان کا بیج مار دیا گیا، وہاں بے دینی کا سیلاب اُمڈ رہا ہے اور کوئی بند باندھنے والا نہیں۔ بقول ہمارے حضرت علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے: ''ردۃ و لا ابابکر لھا'' ارتداد کا بازار گرم ہے، لیکن کوئی ابوبکر رضی اللہ عنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا کے بیشتر اسلامی ممالک میں جانے اور وہاں کے اہلِ علم اور دینی حلقوں سے ملاقات کا موقع عطا فرمایا، پہلے تو تقلیداً یہ بات سمجھتا تھا کہ یہ مدارس جن کا تعلق حضراتِ علماءِ دیوبند سے ہے، ہمارے لیے بہت بڑی نعمت ہیں، لیکن ان ممالک میں حالات دیکھنے کے بعد تحقیقاً یہ سمجھا ہے کہ دین کی حفاظت، تحفظ کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان دینی مدارس کو بنایا ہوا ہے، خواہ بہ ظاہر یہ کتنے ہی سادہ کیوں نہ ہوں؟ معاشرے پر ان کی برکات واثرات الحمدللہ! آج بھی نمایاں ہیں جہاں یہ مدرسے نہیں، وہاں بے عملی و بے راہ روی کی عجیب وغریب شکلیں اور مناظر دیکھنے میں آئے۔

یہ مناظر بھی دیکھے گئے کہ منہ میں سگریٹ، گلے میں ٹائی، کلین شیو اور انگریزی لباس زیب تن کیے ہوئے ایک آدمی بخاری شریف پڑھا رہا ہے، یہ مناظر بھی دیکھنے گئے کہ درس بخاری کا ہو رہا ہے لیکن نماز پڑھنے کا سوال ہی نہیں یہ منظر بھی دیکھا گیا کہ مرد وزن باہم مخلوط بیٹھے ہیں اور اسلامی تعلیمات کا درس ہو رہا ہے کیا کیا بتاؤں یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

آج سے کچھ عرصہ قبل مجھے عراق جانا ہوا، آج تو وہاں ایک طوفان برپا ہے وہاں میں نے بعض دوستوں سے کہا کہ اگر کوئی پرانی طرز کا عالم ہو تو اس کی زیارت کو جی چاہتا ہے۔ یہ تقاضا اس لیے پیدا ہوا کہ وہاں ایسے علما وصلحا کا بیج مار دیا گیا ہے تو کسی نے بتایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب ایک مدرسہ میں پرانی طرز کے بزرگ ہیں، آپ ان سے ملاقات کیجئے۔ میں وہاں پہنچا جا کر دیکھا تو واقعی ایک بزرگ جن کی چال ڈھال میں، اندازِ گفتگو میں، نشست برخاست میں اَسلاف کی جھلک نظر آئی۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا: آپ پاکستان میں کیا کرتے ہیں؟ میں نے کہا کہ کراچی میں ہمارا ایک دارالعلوم ہے، اس میں پڑھنے پڑھانے کا کچھ سلسلہ ہے، انھوں نے پوچھا: وہ کون سی یونیورسٹی سے متعلق ہے؟ میں نے کہا: ہمارے ہاں! یہ سلسلہ نہیں ہے بلکہ عوامی قسم کے مدارس ہیں، انھوں نے حیران ہو کر پوچھا: کیا تمہارے ہاں عوامی قسم کے مدارس ہیں؟ پھر خود ہی فرمایا: ہم تو اس قسم کے تصور کو بھول گئے، آپ پر تو اللہ تعالیٰ کی یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ پھر پوچھا: وہاں کیا پڑھاتے ہو؟ میں نے مدارس میں پڑھائی جانے والی چند کتب کا نام لیا مثلاً شرح جامی اور سُلّم وغیرہ جب شیخ نے ان کتب کا نام سنا تو ان کی چیخ نکل گئی، پھر فرمایا: میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ جب تک تمہارے دم میں دم ہے اس

طریق کار اور نصابِ تعلیم کو نہ چھوڑنا کیونکہ ہمارے ہاں عراق میں جب اس نصاب کی کتابیں زیرِ تعلیم تھیں تو فضا کچھ اور تھی اور جب سے یونیورسٹیوں کا نظام رائج ہوگیا اور دینی کتب چھوڑ دی گئیں اس وقت سے فضا بالکل تبدیل ہوگئی پھر فرمایا: کسی زمانہ میں ہم بھی یہ کتابیں پڑھاتے تھے اس وقت علماء متبع سنت اور دینی جذبہ رکھنے والے پیدا ہوتے تھے بعد میں تمام مدارس سرکار کی تحویل میں لیے گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت سے سرکاری مولوی پیدا ہونے لگے۔''

ان ممالک میں گھومنے پھرنے کے بعد یہ احساس مزید پختہ اور قوی ہوگیا کہ یہ مدارس جن کا سلسلہ ماضی قریب میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے جڑا ہوا ہے اور پھر بالآخر سندِ متصل کے ساتھ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے ایسی نعمتیں اور احسان ہے کہ جس پر شکر ادا نہیں ہوسکتا۔

ایک مرتبہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی قدس سرہ دارالعلوم کراچی تشریف لائے (یہ اللہ کے بندے اخلاص کے پیکر عند اللہ اتنے مقبول ومنظور تھے کہ ان کی تصنیف شدہ کتب ''فضائلِ اعمال وفضائلِ صدقات'' چوبیس گھنٹوں میں سے کوئی لمحہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں پڑھی نہ جاتی ہوں) ہم نے عرض کیا کہ حضرت نصیحت فرما دیجیے، تقریر کرنے کا تو معمول نہ تھا، صرف ایک جملہ ارشاد فرمایا: ''طالب علمو! اپنی حقیقت پہچانو! اپنی قدر پہچانو!'' اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ بعض اوقات تمہارے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوجاتا ہے کہ ہم تو یوں ہی بوریوں پر بیٹھنے والے ہیں دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی، لیکن اللہ تعالیٰ نے جو نعمتِ عظمیٰ تمہیں عطا کی ہے اس کا مقابلہ دنیا اور اس کی دولت نہیں کرسکتی وہ نعمت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت یہ جو ہم پڑھتے ہیں: ''**حدثنا فلان حدثنافلان، عن فلان، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم**'' اس سندِ متصل کے ساتھ اپنے کو جوڑ دینا آج تو شاید اس کی قدر ومنزلت ہمیں معلوم نہ ہو لیکن جب آنکھیں بند ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضری ہوگی اس وقت پتا چلے گا کہ اس سلسلہ کے ساتھ وابستگی کتنی بڑی نعمت ہے۔

میرے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی رحمۃ اللہ علیہ مثال دیا کرتے تھے کہ کراچی سے صدرِ مملکت کی ایک ٹرین جارہی ہے، جس میں بہترین سیلون لگا ہوا ہے عمدہ اور عالیشان ڈبے لگے ہوئے ہیں، اس کے ساتھ کھانے پینے کا بہترین انتظام موجود ہے، بہت ہی پر کیف خوشبوئیں ہیں، روانگی کے وقت اسٹیشن ماسٹر نے ایک پرانا اور بوسیدہ ڈبہ بھی اس ٹرین کے ساتھ جوڑ دیا یہ بھی ٹرین کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچ جائے گا ایسے ہی ہم بوسیدہ اور خستہ حالت میں سہی لیکن ہمارا کنڈا اعلیٰ اور عمدہ ڈبوں پر مشتمل ٹرین کے ساتھ جڑا ہوا ہے، ہمارا تعلق سندِ متصل کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قائم ہوچکا ہے، اس نسبت اور تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں ہم پر نازل ہوں گی اس لیے ہمیں چاہیے کہ اس سلسلے کی قدر پہچانیں۔

پڑھنے پڑھانے والوں کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اپنے آپ کو محروم نہ سمجھیں وہ اُن پڑھنے والوں کے ساتھ محبت کریں ''اَلْـمَـرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ'' اگر کسی کی محبت اس سلسلہ والوں کے ساتھ ہوگئی تو ان کا حشر بھی انھیں کے ساتھ ہوگا خود بھی تعاون کریں دوسروں کو بھی توجہ دلائیں تو اس سلسلہ کے ساتھ وابستگی ہوجائے گی خدا کے لیے ان دینی مدارس کی قدر پہچاننے کی کوشش کریں۔